❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت تربیت

وقت 5-7 منٹ

احمدیہ اسٹیج کا تقدّس

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (ال عمران:32)

یعنی (اے محمدؐ) تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔اللہ تم سے محبت کرے گا۔

سر میں نخوت نہ ہو آنکھوں میں نہ ہو برقِ غضب
دل میں کینہ نہ ہو لب پہ کبھی دشنام نہ ہو
خیر اندیش احباب رہے مد نظر
عیب چینی نہ کرو مفسد و نمام نہ ہو
دشمنی ہو نہ محبان محمدؐ سے تمہیں
جو معاند ہیں تمہیں ان سے کوئی کام نہ ہو
امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانیٔ حُکام نہ ہو
تم مدبر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو
ہم نہ خوش ہوں گے کبھی تم میں گر اسلام نہ ہو
تم نے دنیا بھی جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا
نفسِ وحشی و جفاکیش اگر رام نہ ہو
گامزن ہو گے رہِ صدق و صفا پر گر تم
کوئی مشکل نہ رہے گی جو سرانجام نہ ہو
حشر کے روز نہ کرنا ہمیں رُسوا و خراب
پیار و آموختہ درسِ وفا خام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

معزز سامعین! مجھے آج اسٹیج کے تقدّس پر بات کرنی ہے۔چند روز ہوئے میرے ایک خیر خواہ مکرم نصیر احمد باجوہ آف جرمنی نے ایک ویڈیو کلپ شیئر کیا۔جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو کچھ خدام سے ملتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔خدام قطار میں کھڑے ہیں اور حضور ان کے قریب سے گزرتے ہوئے مصافحہ کر رہے ہیں۔

حضور رحمہ اللہ ایک خادم جس کی مونچھیں کافی بڑی تھیں کے پاس رک کر اُسے یوں مخاطب ہوئے۔

"تم نے مونچھیں بڑی زبردست رکھی ہوئی ہیں اور داڑھی بالکل غائب ہے۔ اِس دفعہ جلسہ کی ویڈیو دیکھ کر مَیں نے نوٹ کیا کہ مونچھوں کا رواج اور داڑھی کے خلاف ایک مادہ ڈویلپ ہو رہا ہے۔ بڑی بڑی مونچھیں اور داڑھی بالکل غائب جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کے اُلٹ ارشاد فرمایا ہے۔ مونچھیں چھوٹی اور داڑھی بڑی۔ داڑھی رکھنی اچھی لگتی ہیں... حضورؒ نے فرمایا۔ دوبارہ غور سے سن لو کہ آئندہ سے نظمیں پڑھنا، تلاوت کرنا ہر مونچھ والے کو منع کر دیا ہے جس کی داڑھی نہیں ہو گی وہ ہمارے اسٹیج پر نہیں آئے گا۔"

اس ویڈیو کلپ کے ساتھ مکرم نصیر باجوہ صاحب موصوف نے الگ سے ایک کلپ میں اس ویڈیو کلپ کا عنوان بھی لگا دیا ہے کہ "احمدیہ اسٹیج کا تقدس اور داڑھی کی تلقین"۔ اس سے قبل حضور رحمہ اللہ ایک جلسہ سالانہ پر داڑھی کے بغیر نظم پڑھنے والے ایک نوجوان کو تنبیہ فرما چکے تھے کہ آئندہ سے اگر احمدیہ اسٹیج پر نظمیں پڑھنی ہیں تو داڑھی کے ساتھ۔ داڑھی کے بغیر جماعت احمدیہ کے اسٹیج کے استعمال کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس ویڈیو کلپ کو گو باجوہ صاحب موصوف نے ایک مختصر سا عنوان دیا ہے مگر جب خاکسار نے اسٹیج کے لفظ پر غور کیا اور لغت دیکھی تو ایک بہت وسیع مضمون اُبھر کر سامنے آیا۔ سٹیج یا اسٹیج، چبوترے کو کہتے ہیں جو زمین سے ذرا اونچا کر کے بنایا جاتا ہے۔ جس پر مقرر، شاعر یا کوئی شخص اپنے فن کا مظاہرہ کرتا ہے اور حاضرین کو نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ اسٹیج ایک فنکار کی فنکاریاں یا ڈرامہ نگاری کو بھی بولتے ہیں۔ جس سے فنکار نمایاں ہوتا ہے اور وہی اسٹیج اس کی پہچان بن جاتا ہے۔

سامعین! اسٹیج دو طرح سے خوبصورت دِکھتا ہے۔ ایک تو اُس کو سجایا جاتا ہے۔ خوبصورت رنگوں کے پھولوں کے گملے لگائے جاتے ہیں۔ پھولوں کی پتیوں اور بجلی کی لڑیاں بکھیریں جاتی ہیں اور بینرز لگتے ہیں اور اسٹیج کی دوسری خوبصورتی اُن مہمانوں سے ہوتی ہے جو اسٹیج پر براجمان ہوتے ہیں اور وہ خود بھی سَج دَھج کے آتے ہیں۔ احمدی مسلمان مردوں کی خوبصورتی داڑھی ہوتی ہے جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔

الغرض اسٹیج، صاحب اسٹیج کی پہچان بن جاتا ہے۔ جو بھی مقرر، شاعر یا فن کار اسٹیج کی زینت بنتا ہے وہ خود اسٹیج کی پہچان بن کر اُبھرتا ہے۔ جو کچھ اسٹیج پر پیش کیا جاتا ہے اُس کا اثر سامنے بیٹھے ہوئے افراد پر بھی ہوتا ہے۔ اچھی چیز پیش کی جائے گی تو دیکھنے والے پر اپنا اچھا تاثر چھوڑے گی اور اگر بُری چیز پیش کی جائے گی تو اُس کا اثر بُرا ہی ہو گا۔ اس لیے اگر ہم نے ایک احمدی کی حیثیت سے خود کو دنیا کے اسٹیج پر پیش کرنا ہے تو ہمیں اپنے ظاہری اور روحانی اعمال کو خوبصورت بنا کر دکھانا ہو گا تا کہ دیکھنے والے پر اُس کا مثبت اثر ہو۔ ان معنوں میں ہر احمدی اپنی ذات میں جماعتِ احمدیہ کا اسٹیج ہے، ہر چھوٹی سطح پر یا بڑی سطح پر جماعت اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسٹیج ہے۔ وہ پہچان ہے اسلام کی، وہ پہچان ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی، وہ پہچان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی۔ جس طرح اسٹیج وغیرہ کو پھولوں سے، خوبصورت گوٹے کناریوں سے، خوبصورت لڑیوں سے سجایا جاتا ہے اور اُس کے ارد گرد لائٹنگ کی جاتی ہے۔ بینرز لگائے جاتے ہیں جس سے اسٹیج کی خوبصورتی میں اضافہ ہو رہا ہوتا ہے۔ اِسی طرح ہر انسان کو انسانیت کا لبادہ پہن کر اس کی پہچان بننے کی ضرورت ہے۔ انسانیت کا سٹیج بن کر انسانیت کے ناطے تمام حقوق و فرائض سے اپنے آپ کو مزیّن کرنا ہے۔ انسان کے لفظ میں اپنی ذات میں ہم سب کے لیے بڑا سبق ہے۔ فیروز اللغات میں لفظِ "انسان" کے تحت لکھا ہے۔ محبت رکھنے والا، اخلاق سے آراستہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انسان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ دراصل اُنسان تھا یعنی دو اُنس، دو محبتیں۔ ایک اپنے خالقِ حقیقی سے محبت اور دوسرا اُس کی مخلوق سے محبت اور انسانیت جس کو انگریزی میں Humanity بولتے ہیں۔ اس کے معنوں میں Kindness اور Politeness کے علاوہ عقل، شعور اور تمیز لکھا ہے۔ جب ان معنوں کو سامنے رکھ کر اپنے غیروں میں بلا تمیز رنگ و نسل معاشرہ میں امن کو فروغ دیں گے۔ صلح صفائی سے رہیں گے، کوئی کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے گا، ایک دوسرے کی عزت کریں گے، بڑوں کا احترام اور چھوٹوں سے پیار کریں گے۔ ایک دوسرے کی مساجد، اُن کے مندروں اور گرجوں و نیز معابد کا احترام کریں گے تو تب ہم حقیقی انسان کہلانے کے مستحق ہوں گے اور یہی جماعت احمدیہ کے اسٹیج کی پہچان ہے اور یہی اس کا تقدّس و احترام ہے۔ یہی وہ مفہوم ہے جو ہمارے بینرز پر اِن الفاظ میں لکھا ہوا نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ یعنی Love for all hatred for none کہ محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں۔

شرائطِ بیعت میں چوتھی شرط یہ ہے کہ

"یہ کہ عام خَلقُ اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نَوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔"

نویں شرطِ بیعت کے الفاظ یہ ہیں:

"یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"انسان کو چاہئے شوخ نہ ہو۔ بے حیائی نہ کرے۔ مخلوق سے بدسلوکی نہ کرے۔ محبت اور نیکی سے پیش آوے۔ اپنی نفسانی اغراض کی وجہ سے کسی سے بغض نہ رکھے۔ سختی اور نرمی مناسب موقع اور مناسب حال کرے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 609 ایڈیشن 1988ء)

سامعین! ہمارے جماعتی اسٹیجز کی ایک پہچان، اس کا ایک احترام اور اس کا ایک تقدّس تو ہمارے خلیفہ وقت کی بنفس نفیس موجودگی سے ہو رہی ہوتی ہے اور آپ کی اقتداء میں تمام جلسوں اور اجلاسات میں یہ پہچان نمایاں طور پر نظر آ رہی ہوتی ہے۔ جب تمام پنڈال، ہال اور مارکی میں مکمل طور پر خاموشی ہوتی ہے، تمام مجمع صاحب صدر کی مکمل اطاعت کا مجسّمہ بنا نظر آ رہا ہوتا ہے۔ ذکرِ الٰہی، تسبیحات اور زیرِ لب درود شریف سے فضا معطّر ہو رہی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا ہو رہے ہوتے ہیں۔ اپنے ساتھیوں کے لیے جگہ کشادہ کی جا رہی ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے اسٹیجز کی یہی وہ پہچان ہے، تقدّس ہے جس کا اعتراف غیر بھی کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

"یہ وہ امور ہیں اور وہ شرائط ہیں جو مَیں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہو گا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم دنیا کے لئے نیکی اور راست بازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکال لو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے گا کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اُس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا تو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راست باز بن جاؤ۔ تم پنج وقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔"

(اشتہار مورخہ 28/ مئی 1898ء، تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ 42-43)

سامعین! اب دوبارہ اسٹیج کے لغوی معنی کی طرف لوٹتے ہوئے اس اہم پہلو کی طرف آتے ہیں کہ اسٹیج صرف لکڑی یا اینٹوں سے بنے ہوئے چبوترے کا نام نہیں بلکہ اس پر نمودار ہونے والا ہر فرد اپنی سوسائٹی، اپنی کمیونٹی، اپنے معاشرے اور اپنے ساتھیوں اور اپنے جان پہچان رکھنے والوں نیز عزیز و اقارب بیوی بچوں کے لیے وہ اسٹیج کا کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔ اس مضمون کو ہم آسان لفظوں میں یوں بیان کر سکتے ہیں کہ ہم میں سے ہر فرد اپنے ماحول میں خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو وہ ان کے لیے اسٹیج کا کام کرتا ہے۔ ایک فرد اپنی فیملی کے لیے اسٹیج کا کردار کر سکتا ہے۔ اپنے خاندان کے لیے، اپنے محلہ کے رہائشیوں کے لیے، سوسائٹی میں بسنے والے افراد کے لیے اسٹیج کا کام کر رہا ہوتا ہے۔ بالخصوص وہ لوگ جو الیکشن یا سلیکشن کے ساتھ سوسائٹی میں نگران مقرر کیے جاتے ہیں۔ ہم ان کو آسان معنوں میں عہدیداران کو دوسروں کے لیے نمونہ بننے کے الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں کہ تمام عہدیداران اخلاقِ فاضلہ سے مزیّن ہوں۔ نیک خوبیوں کے ساتھ دوسرے لوگوں کے لیے نیک نمونہ ہوں۔ اگر ہم قرآن کریم کا اس حوالے سے مطالعہ کریں کہ ہم کیسے اور کیوں کر اپنے اللہ کے پسندیدہ بندے بن سکتے ہیں اور اپنے آپ کو لوگوں کے لئے نمونہ بنا سکتے ہیں تو ہمیں ایک ہی ہستی نظر آتی ہے اور وہ مبارک ہستی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5)۔ جن کو نرم دل، نرم گفتار (ال عمران:160) مومنوں کے لیے رؤوف و رحیم (التوبہ:128) مخلوق کے لیے دردمند (الکہف:7) کے علاوہ بہت سے اخلاقِ فاضلہ جیسے رحمت للعالمین اور شفیع قرار دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ نے کہا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(ال عمران:32) کہ اے محمد! لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم اپنے اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو، میرے اخلاق کو اپناؤ تب اللہ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ گویا خود کو نمونہ بنانے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو اپنانا ہوگا۔

سامعین! آئیں اب دیکھتے ہیں کہ احادیث میں آپ کے وہ کون کون سے اخلاق بیان ہوئے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا خلاصہ یوں بیان فرمایا ہے۔ **كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ** (حدیقۃ الصالحین حدیث 25) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق واطوار قرآن کے عین مطابق تھے۔ گویا کہ جو 700 سے زائد احکام قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عملی تصویر تھے۔ لوگوں نے قرآن کریم کی بہت بڑی بڑی تفسیریں لکھیں۔ جو بہت مشہور ہوئیں۔ انہوں نے اتنی شہرت پائی کہ وہ دینی مدارس کے نصاب میں شامل کر دی گئیں۔ مگر سب سے بڑی، اہم اور منہ بولتی تفسیر تو خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے۔ وہ چلتی پھرتی تفسیر تھے۔ وہ خود سب سے بڑے مفسّرِ قرآن تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر جو بھی کتب تحریر کی گئی وہ قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔ ان کا مطالعہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پکڑنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود تفسیر قرآن تھے قرآنی اخلاق کا بھی مجموعہ تھے بلکہ فرمایا إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (حدیقۃ الصالحین حدیث 28) کہ مجھے اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ (حدیقۃ الصالحین حدیث 29) اے اللہ! جس طرح تو نے میری شکل وصورت اچھی بنائی ہے خوبصورت بنائی ہے اِسی طرح میرے اخلاق وعادات اچھے کر دے۔ پس ہم تمام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دوسروں کے لیے سٹیج بننے کی ضرورت ہے۔ نمونہ بننے کی ضرورت ہے تا ہمارے متعلق بھی کہا جاسکے کہ یہ تو قرآنِ کریم کی زندہ تصویر تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات پر بود وباش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک نیتی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنج وقتہ نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں اور کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لائیں..... اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے..... اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 45-46)

حضور علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو دن پہلے احبابِ جماعت کو کچھ باتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔ اُن میں فرمایا کہ

"جماعت احمدیہ کے لئے بہت فکر کا مقام ہے کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی انہیں کافر کہتے ہیں۔ دوسری طرف اگر یہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مومن نہ بنے تو ان کے لئے دوہرا گھاٹا ہے۔"

(الفضل 12/نومبر 1959ء)

حضرت مفتی محمد صادقؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

"ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ اوّل خدا کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔"

(ذکر حبیب صفحہ 180)

ہمارے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"آیت ممدوحہ بالا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ میں جن باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ ایسی باتیں ہیں جو اگر ہم میں موجود ہوں اور اگر ہم ان کی تبلیغ کرنے والے ہوں تو یہ ہر پاک فطرت کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والی ہوں گی۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسی تبلیغ کی جائے جو صرف مذہبی مسائل کے لئے ضروری ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں جو ایک دنیادار کو بھی اپنی طرف کھینچیں گی۔ چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو بشرطیکہ وہ اخلاقی قدروں کی خواہش رکھتا ہے۔ اُس کے اندر ایک پاک

فطرت ہے جو اچھے اخلاق کو چاہتی ہے، اچھی باتوں کو چاہتی ہے۔ بلکہ لامذہب اور دہریہ بھی اچھے اخلاق کو اچھا ہی کہیں گے۔ اچھی باتوں کو اچھا کہنے والے ہوں گے اور بُری باتوں کو بُرا کہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اپنی اس ذمہ داری کو سمجھو اور دنیا کے فائدے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرو اور بُرائیوں سے روکو۔ حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ دلاؤ اور حقوق العباد کے غصب کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کر کے ایسا عمل کرنے والوں کو توجہ دلاؤ، اُن کو روکو۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے سے پہلے، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا، ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہو گی۔ اپنے اندر کے نظام کو ہم درست کریں گے تو ہماری باتوں کا بھی اثر ہو گا۔ اور اپنے اندر کے نظام کو درست کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت یہ پیشِ نظر رکھنا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی میرے ہر قول اور فعل پر نظر ہے، میرے ہر عمل کو وہ دیکھ رہا ہے۔ دنیا کو تو مَیں نے پہلے صرف دنیاوی اخلاق سکھاتے ہوئے نیکی کی تلقین کرنی ہے اور بُرائی کی پہچان کروا کر اس سے روکنا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 4/ فروری 2011ء)

سامعین! ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ ہر احمدی کو جو اپنی ذات میں، اپنے اخلاق میں اور اپنے کردار میں ایک مکمل نمونہ سچے مسلمان کا ہونا چاہیے، اس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب آپ علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود مان کر بیعت کی ہے تو ایمان کے معیاروں کو اونچا کرنے کی ہمیں خاص کوشش کرنی چاہیے اور جب ہم ایسے ہو جائیں گے تو ان لوگوں میں شامل ہو جائیں گے جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص تعلق ہے، جنہوں نے بیعت کے مقصد کو سمجھا ہے اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اور یہی وہ لوگ ہوں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ "میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں۔" (تذکرہ صفحہ 630 ایڈیشن چہارم) ۔ کسی کا پیارا ہونے کے لیے بنیادی شرط تو یہی ہے اور ہونی چاہیے کہ اس کی باتوں پر عمل کیا جائے اور اس کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگی گزاری جائے۔ پس یہاں اللہ. تعالیٰ نے خود بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیاروں کے ساتھ ہونے کا اعلان فرمادیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ہو جائے تو پھر اسے اَور کسی چیز کی کیا حاجت رہ جاتی ہے۔

پس ہم میں سے وہ لوگ خوش قسمت ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کے اس معیار کو حاصل کر لیا جہاں ہمیشہ کے لیے ان کو اللہ تعالیٰ کا ساتھ مل گیا اور اس کی تو دنیا و عاقبت سنور گئی جس کو اللہ تعالیٰ کا ساتھ مل جائے۔

پس ہمیں اپنے اندر تقویٰ پیدا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد کو پورا کرنا ہے اور یہ اسی صورت میں ہو گا جب ہم مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپؑ نے اس اقتباس میں یہ بھی فرمایا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہو گا۔ اور آسمان زمین سے نزدیک اس وقت ہو گا جب ہمیں اس کا فیض پہنچے گا۔ خدا تعالیٰ اس وقت ہمارے قریب آئے گا جب قرآن وسنت کی روشنی میں ہم اس طریق پر چلنے والے ہوں گے جس کو کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے۔ ہم ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوتی ہے۔ جن کی دعاؤں کو خدا تعالیٰ سنتا ہے۔

جب یہ نظارے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھیں گے تو دوسروں کو بھی اعتماد کے ساتھ یہ دعوت دیں گے کہ آؤ! اگر تم خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنا چاہتے ہو، اپنے ایمان کو مضبوط کرنا چاہتے ہو تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو قبول کرو اور یہ صرف تقویٰ کے معیار حاصل کرنے سے ہو گا اور یہ اسی وقت ہو گا جب یہ معیار حاصل ہونے کے بعد ہم اس پر مستقل قائم ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے بھی دیکھیں گے۔ پس ہم میں سے ایسے لوگ جو اس اصول کو سمجھ گئے ہیں اور زندگی کو نیکی اور تقویٰ کے معیار تک لے جانے والے بن گئے ہیں یا بننے کی کوشش کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دیکھتے رہیں گے۔ ہم میں سے ہر ایک یہ نظارہ دیکھ سکتا ہے اگر اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تقویٰ کی راہوں پر چلنے والی بنا لے۔

حقیقی تقویٰ کیا ہے اور اس پر چلنے والا کیسا ہونا چاہیے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا سلوک ہوتا ہے، اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔" پس یہ بنیادی بات ہے کہ متقی جاہل نہیں ہو سکتا۔ حقیقی متقی عبادت گزار ہو گا اور ساتھ ہی بندوں کے بھی حق ادا کرنے والا ہو گا۔ پس یہ وہ بنیادی بات ہے جو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنی چاہیے۔ پھر فرمایا "حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا وَّ یُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ (الانفال:30) وَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ نُوۡرًا تَمۡشُوۡنَ بِہٖ (الحدید:29) یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لیے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ترجمہ تفسیری فرمارہے ہیں۔ ”اللہ تعالیٰ کے لیے اتقا کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہو گا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہو گا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہو گا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہو گا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔“(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 177-178)

پس یہ وہ مقام ہے جو ایک مومن کو ایک متقی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔“

(خطبہ جمعہ 21/ اپریل 2023ء)

فرمایا:

”اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ شیطان اور دجال کے حملوں سے بچنے کے لیے خاص دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ شیطان کے حیلوں اور مکروں کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”یاد رکھنا چاہئے کہ دجال اصل میں شیطان کے مظہر کو کہتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں راہ ہدایت سے گمراہ کرنے والا۔ لیکن آخری زمانہ کی نسبت پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جنگ ہوں گے لیکن آخر کار شیطان مغلوب ہو جائے گا۔“ یہ امید بھی دلا دی۔ تقویٰ پر چلتے رہیں گے، مقابلہ کریں گے تو شیطان مغلوب ہو جائے گا۔ فرمایا ”گو ہر نبی کے زمانہ میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے مگر وہ صرف فرضی طور پر تھا۔ حقیقی طور پر اس کا مغلوب ہونا مسیح کے ہاتھوں سے مقدر تھا اور خدا تعالیٰ نے یہاں تک غلبہ کا وعدہ دیا ہے کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران:56) فرمایا ہے کہ تیرے حقیقی تابعداروں کو بھی دوسروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔“

پس حقیقی تابعدار بننے کے لیے آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنے کے لیے تقویٰ اختیار کرنا ہو گا۔ پس فرمایا: ”غرض شیطان اس آخری زمانہ میں پورے زور سے جنگ کر رہا ہے مگر آخری فتح ہماری ہی ہو گی۔“(ملفوظات جلد10 صفحہ 60 ایڈیشن 1984ء) ان شاءاللہ۔

پس شیطان اور دجال کے حملوں سے بچانے اور فتح دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی فرمایا ہے۔ آپؑ کو بھی دو تین مرتبہ یہ الہام ہوا لیکن اس کا حقیقی فائدہ اٹھانے والے وہی لوگ ہوں گے جو آپؑ کی حقیقی اطاعت کرنے والے ہیں اور آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اس بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”یہ تو سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو“ قیامت تک ”میرے منکروں اور میرے مخالفوں پر غلبہ دے گا لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں ہر شخص محض میرے ہاتھ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اپنے اندر وہ اتباع کی پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا متبعین میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پوری پوری پیروی جب تک نہیں کرتا ایسی پیروی کہ گویا اطاعت میں فنا ہو جاوے اور نقشِ قدم پر چلے اس وقت تک اتباع کا لفظ صادق نہیں آتا۔“ فرمایا کہ ”اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسی جماعت میرے لئے مقدر کی ہے جو میری اطاعت میں فنا ہو اور پورے طور پر میری اتباع کرنے والی ہو۔“(ملفوظات جلد8 صفحہ 299 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ ایسی جماعت تو دے گا۔ وہ ہم ہوں یا دوسرے لوگ ہوں۔ آج ہوں یا کل ہوں یا پہلے گزر چکے ہیں یا ہم میں سے کچھ ہوں یا اکثریت ہو۔ یہ جماعت تو آپؑ کو ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ پس یہ الفاظ ہمارے لیے بہت ہلا دینے والے ہیں۔

ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہماری اتباع کے معیار کیا ہیں۔ کیا ہم ان دعاؤں کے بھی وارث بن رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت اور اپنے حقیقی ماننے والوں کے لیے کی ہیں۔ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کو بھی حاصل کرنے والے بن رہے ہیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ماننے والوں کے لیے آپ علیہ السلام سے کیا ہے۔ کیا ہم تقویٰ کے ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کے افراد میں دیکھنا چاہتے ہیں؟“

(خطبہ جمعہ 21/ اپریل 2023ء)

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ کیمرون (مغربی افریقہ) 2025ء پر اپنے پیغام میں احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ صرف اس بات پر مطمئن نہ ہو جائیں کہ آپ نے حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیا ہے بلکہ آپ کو بیعت کی تمام شرائط پر عمل کرنے کی مخلصانہ کوشش بھی کرنی چاہئے جس کا آپ نے وعدہ کیا ہے۔ ہر شرطِ بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ ایک احمدی مسلمانوں کو اپنا ایمان زندہ رکھنے کے لئے ہر ایک شرطِ بیعت پر غور کرتے رہنا چاہئے۔ یہ شرائط بیعت آپ کی زندگی کے ہر مرحلے میں رہنما ہونی چاہئیں۔ اگر آپ اپنے آپ کو اِن کے مطابق ڈھالیں اور اپنے روز مرّہ کے اعمال اور کاموں پر غور و فکر کریں اور جائزہ لیتے رہیں تو آپ بہتر احمدی مسلمان بن سکتے ہیں اور اس کے ذریعہ دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کرنے والے بن سکتے ہیں۔“

(بدر قادیان 16/اکتوبر 2025ء)

(کمپوزڈ: مسز عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ)

✿✿✿✿